QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کو نفاذ اسلام میں درپیش تحدیات: تجزیاتی مطالعہ

Challenges Faced by Religious Political Parties in the Implementation of Islam in Pakistan: An Analytical Study

Muhammad Saleem Sarwar
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad
saleem6464@yahoo.com
Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif
HOD, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan
khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Abstract

This study explores the key political, social, and economic obstacles that hinder the implementation of an Islamic system in Pakistan, despite the continuous efforts of religious political parties. Through a historical and analytical review of successive governments from General Pervez Musharraf's military regime to the present coalition government the research identifies major challenges including political instability, fragmented religious agendas, sectarianism, and interest-driven politics. Socially, issues such as lack of Islamic education, the growing influence of Western culture, sectarian conflict, and declining moral values have weakened public receptivity to Islamic principles. Economically, the dominance of an interest-based financial system, persistent budget deficits, foreign debt reliance, and structural weaknesses further obstruct the path toward an Islamic economy. The study concludes that without unity among religious political actors, educational reforms, economic restructuring, and electoral transparency, the dream of implementing an Islamic system in Pakistan will remain unfulfilled. The paper offers strategic recommendations to address these challenges and proposes a multi-tiered reform framework rooted in Islamic values and national interest.

Keywords:
Islamic system, political instability, religious political parties, sectarianism, Western influence, interest-based economy, education reform, electoral system, Pakistan, Islamic governance.

پاکستان میں نفاذِ اسلام کا تصور قیامِ پاکستان کے بنیادی نظریے سے جڑا ہوا ہے جس کا مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا تھا جو قرآن و سنت کی روشنی میں عدل، مساوات اور فلاحِ عامہ پر مبنی ہو۔ تاہم گزشتہ کئی دہائیوں کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دینی سیاسی جماعتیں اس نظریاتی ہدف کے عملی نفاذ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکیں۔ اس ناکامی کی کئی وجوہات ہیں جن میں سیاسی عدمِ استحکام، دینی جماعتوں کے متضاد ایجنڈے، فرقہ وارانہ اختلافات، اقتدار کی سیاست، پارلیمانی وجمہوری نظام کی پیچیدگیاں، مغربی ثقافتی یلغار، تعلیم کی کمی، سودی معیشت کا غلبہ اور معاشی عدمِ استحکام شامل ہیں۔ زیرِ نظر مطالعہ ان تمام رکاوٹوں کا جائزہ پیش کرتا ہے تاکہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں حائل عملی مشکلات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے اور ان کے حل کے لیے جامع حکمتِ عملی مرتب کی جاسکے۔

سیاسی مسائل اور رکاوٹیں

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتیں مختلف سیاسی مسائل اور درپیش رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے کی وجہ سے نفاذ اسلام میں خاطر خواہ کامیابی

حاصل کرنے سے قاصر رہی ہیں۔

سیاسی عدم استحکام

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں سیاسی عدمِ استحکام کا کردار ایک اہم موضوع ہے۔ گزشتہ چار ادوارِ حکومت اور موجودہ دورِ حکومت میں یہ مسئلہ نمایاں طور پر دیکھا گیا ہے۔ ذیل میں ہر دور کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جس میں سیاسی عدمِ استحکام کا کردار اور اس کے نفاذِ اسلام پر اثرات شامل کیے گئے ہیں: -

- جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار سنبھالا جس سے جمہوری عمل معطل ہوا۔ 2002ء میں متنازعہ ریفرنڈم کے ذریعے صدارت کا حصول اور 2002ء کے انتخابات میں دھاندلی کے الزامات نے سیاسی عدمِ استحکام کو بڑھایا۔ جس کی وجہ سے مغربی ممالک کے دباؤ کے تحت "روشن خیالی" اور "اعتدال پسندی" کی پالیسیوں کا نفاذ کیا گیا جس سے دینی سیاسی جماعتوں اور مذہبی حلقوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ مدارس کی اصلاحات اور دینی جماعتوں پر پابندیوں کے باعث نفاذِ اسلام کی کوششوں میں رکاوٹیں آئیں۔[1]
- صدر آصف علی زرداری اور عدلیہ کے درمیان تناؤ، کرپشن کے الزامات اور اتحادی حکومت کی کمزوریوں نے سیاسی عدمِ استحکام کو جنم دیا۔ جس سے دینی جماعتوں کے مطالبات کے باوجود اسلامی قوانین کے نفاذ میں سست روی رہی۔ ملکی اور بین الاقوامی دباؤ کے باعث سیکولر پالیسیوں کو ترجیح دی گئی جس سے نفاذِ اسلام کی راہ میں مشکلات پیش آئیں۔[2]
- پانامہ لیکس اسکینڈل کے بعد وزیرِ اعظم نواز شریف کی نااہلی اور عدلیہ کے ساتھ کشیدگی نے سیاسی ماحول کو متاثر کیا۔ جس وجہ سے دینی جماعتوں کے ساتھ مشاورت کا فقدان اور اسلامی قوانین کے نفاذ میں تاخیر دیکھی گئی۔ ختمِ نبوتؐ کے حلف نامے میں تبدیلی پر عوامی ردِعمل اور دھرنوں نے حکومت کو دباؤ میں رکھا۔[3]
- اتحادی حکومت کی نازک صورتحال، اپوزیشن کے احتجاج اور معاشی مشکلات نے تحریک انصاف کی حکومت کے سیاسی استحکام کو متاثر کیا۔ "ریاستِ مدینہ" کے نعرے کے باوجود عملی اقدامات محدود رہے۔ دینی جماعتوں کے ساتھ روابط میں کمی اور اسلامی قوانین کے نفاذ میں تاخیر دیکھی گئی۔[4]
- موجودہ حالات میں فوج کا ملکی سیاست اور معیشت میں کردار بڑھتا جا رہا ہے جو جمہوری عمل کے لیے تشویشناک ہے۔ فوج کی معاشی سرگرمیوں میں شمولیت اور سیاسی معاملات میں مداخلت سے سول ملٹری تعلقات پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ چنانچہ سیاسی عدمِ استحکام کے باعث ملک میں معاشی بحران شدت اختیار کر گیا ہے۔ غیر یقینی صورتحال کے باعث سرمایہ کاری میں کمی، افراطِ زر میں اضافہ اور

---

[1] ۔ سلمان عابد، پاکستان میں جمہوریت کے تضادات، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور، 2018ء، ص 150

[2] ۔ زاہد الراشدی، مولانا، اسلام اور جدت پسندی، مکتبہ دار العلوم، کراچی، 2019، ص 85

[3] ۔ معروف شاہ شیرازی، اسلام اور جمہوریت ججوں اور جرنیلوں کے زیر سایہ، منشورات اسلامی، مانسہرہ، 2017، ص 132

[4] ۔Muhammad Rizwan Haleeemi, *Pakistan Social Sciences Review*, Volume 8, Issue 3 (July–September 2024), pages 665–677

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے جس سے عوامی بے چینی میں اضافہ ہوا ہے۔ موجودہ دورِ حکومت میں سیاسی عدمِ استحکام کے یہ عوامل ملکی سیاست، معیشت اور جمہوری اداروں پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے تمام سیاسی جماعتوں، عدلیہ اور فوج کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کی ضرورت ہے تاکہ ملک کو استحکام کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔[1]

ان تمام ادوار میں سیاسی عدمِ استحکام نے نفاذِ اسلام کی کوششوں کو متاثر کیا ہے۔ سیاسی کشیدگی، حکومتی عدمِ تسلسل اور دینی جماعتوں کے ساتھ مشاورت کی کمی کے باعث اسلامی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹیں پیش آئیں۔ موجودہ دورِ حکومت میں بھی یہ مسائل جاری ہیں، جن کے حل کے لیے مستحکم سیاسی نظام اور دینی و سیاسی جماعتوں کے درمیان بہتر روابط کی ضرورت ہے۔

دینی سیاسی جماعتوں کے متضاد ایجنڈے

پاکستان میں نفاذِ اسلام کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے دینی سیاسی جماعتوں نے متعدد کوششیں کیں لیکن ان کی باہمی اختلافات، متضاد ایجنڈے اور قیادت کے درمیان اتحاد کے فقدان نے اس مشن کو شدید متاثر کیا۔ خاص طور پر گزشتہ چار ادوارِ حکومت اور موجودہ دور میں ان جماعتوں کی سمت، ترجیحات اور سیاسی حکمتِ عملی میں ہم آہنگی کا فقدان نمایاں رہا۔ ذیل میں ہر دور حکومت کے تناظر میں اس کا تجزیہ پیش کیا جارہا ہے:۔

- جنرل مشرف کے دور میں متحدہ مجلس عمل(MMA) تشکیل پائی جو مختلف مکاتب فکر کی دینی جماعتوں کا اتحاد تھا۔ MMA نے 2002ء کے انتخابات میں خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں حکومت بنائی لیکن نظریاتی ایجنڈے پر یکسوئی نہ ہونے کے باعث خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو سکی۔ ایسے ہی جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) کے درمیان پالیسیوں پر شدید اختلافات تھے۔ جماعت اسلامی نے مشرف حکومت کو قبول نہ کیا جبکہ جے یو آئی نے پارلیمنٹ میں شمولیت کے ذریعے عملی سیاست کو ترجیح دی۔ نتیجتاً دینی سیاسی جماعتوں کے اختلافات نے "نفاذِ اسلام" کی جدوجہد کو کمزور کیا اور اتحاد کی حیثیت نظریاتی کی بجائے صرف انتخابی ہی رہی۔[2]
- 2002ء کے انتخابات میں کامیابی کے بعد دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل(MMA) میں اختلافات پیدا ہوئے جو 2008ء تک جاری رہے۔ ان اختلافات کی وجہ سے MMA عملی طور پر غیر فعال ہوگئی اور 2008ء کے انتخابات میں حصہ نہ لے سکی۔ جماعت اسلامی نے 2008ء کے عام انتخابات کا بائیکاٹ کیا جس سے پارلیمانی سیاست میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر رہی۔ مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں جمعیت علمائے اسلام (ف) نے پیپلز پارٹی کی حکومت میں شمولیت اختیار کی اور حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ چنانچہ دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان اختلافات اور متضاد حکمتِ عملی کے باعث نفاذِ اسلام کے لیے کوئی مشترکہ لائحہ عمل تشکیل نہ دیا جاسکا۔ جماعت اسلامی کی پارلیمنٹ سے غیر موجودگی اور JUI-F کی حکومتی شمولیت کے باوجود اسلامی قوانین کے نفاذ میں خاص پیش رفت نہ ہو سکی۔[3]

---

[1]۔Zara Imtiaz, سیاسی عدم استحکام اور پاکستان کی ترقی, Retrieved on July 15, 2025 at 6:10 PM https://urdu.nayadaur.tv/

[2]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں: تاریخ، نظریہ اور کردار، ادارہ مطالعات اسلامیہ، لاہور، ص 203

[3]۔ محمد صدیق قریشی، ڈاکٹر، پاکستان میں دینی جماعتوں کا سیاسی کردار، مکتبہ الفرقان، لاہور، 2019ء، ص 205

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

- جے یو آئی (ف) مسلم لیگ (ن) کی اتحادی رہی جبکہ تحریک لبیک پاکستان (TLP) ایک نئی ابھرتی ہوئی دینی سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی۔ ایک طرف مولانا فضل الرحمٰن حکومت کے ساتھ شریک اقتدار تھے تو دوسری طرف تحریک لبیک حکومت کے خلاف سخت احتجاج کر رہی تھی۔ جماعت اسلامی نے اس دوران اکیلے "نظامِ مصطفیٰ" کے نفاذ کا نعرہ لگایا لیکن سیاسی وزن کمزور رہا۔ جس سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف دینی جماعتوں کی حکمت عملی میں یکجہتی نہ ہونے کی وجہ سے نفاذِ اسلام کی تحریک کوئی مؤثر شکل اختیار نہ کر سکی۔[1]
- پاکستان تحریک انصاف کے دور میں تحریک لبیک نے کئی بار شدید احتجاج اور دھرنے دیے جبکہ جماعت اسلامی اور جے یو آئی دونوں نے الگ الگ مخالفت کی۔ جماعت اسلامی نے PTI کی "ریاستِ مدینہ" پالیسی کو علامتی قرار دیا جبکہ جے یو آئی نے اسے صریح فریب قرار دیا اور آزادی مارچ کی قیادت کی۔ TLP کا ایجنڈا بالکل مختلف رہا جس میں خارجہ پالیسی پر بھی مذہبی انداز میں دباؤ ڈالنے کی کوششیں شامل تھیں۔ ان سب وجوہات کی بناء پر نفاذِ اسلام کا کوئی متفقہ بیانیہ یا لائحہ عمل سامنے نہ آ سکا۔[2]
- موجودہ دور حکوت میں جے یو آئی (ف) حکومت کا حصہ ہے جماعت اسلامی حزبِ اختلاف میں ہے اور TLP دباؤ کی سیاست کر رہی ہے۔ ایک طرف جے یو آئی (ف) "اسلامی آئینی عملداری" کی بات کرتی ہے تو دوسری طرف TLP محض جذباتی مسائل پر سیاست کرتی ہے۔ جماعت اسلامی ان دونوں سے نظریاتی طور پر فاصلہ رکھتی ہے اور تنقید کرتی ہے کہ "اقتدار کی سیاست نے دینی قوتوں کو تقسیم کر دیا ہے۔" ان اختلافات کی وجہ سے نفاذِ اسلام کا معاملہ جماعتی مفادات کے نیچے دب چکا ہے اور مشترکہ حکمت عملی کا فقدان بدستور موجود ہے۔[3]

دینی سیاسی جماعتوں کا باہمی اختلاف

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بڑی سیاسی رکاوٹ دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان باہمی اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات نظریاتی، مسلکی اور تنظیمی بنیادوں پر ہیں جو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اجتماعی کوششوں کو کمزور کرتے ہیں۔ اس جہت کے اہم نکات درج ذیل ہیں:-

- دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان اسلامی نظام کی تعریف اور اس کے عملی نفاذ کے طریقہ کار پر شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ہر جماعت اپنی تعبیر کو درست سمجھتی ہے اور دوسروں کے نقطہ نظر کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتی ہے۔ احمد منصور لکھتے ہیں:-

  "پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں نفاذِ اسلام کے لیے پرعزم ہیں لیکن ان کے درمیان نظریاتی اختلافات نے اسلامی نظام کے قیام کے لیے مشترکہ حکمت عملی کو ہمیشہ متاثر کیا ہے۔"[4]
- پاکستان میں موجود مختلف مسالک کی دینی سیاسی جماعتیں اپنے اپنے مسلکی نظریات کے مطابق اسلامی نظام کا تصور رکھتی ہیں۔ یہ مسلکی تقسیم اتحاد کے قیام اور متفقہ ایجنڈے کی تشکیل میں رکاوٹ ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری بیان کرتے ہیں:-

---

[1] ۔ رفیق احمد، پاکستان میں دینی جماعتوں کا سیاسی کردار، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2020ء، ص210

[2] ۔ سلمان عابد، پاکستان میں مذہب اور سیاست، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور، 2021ء، ص121

[3] ۔ انصار عباسی، دینی جماعتیں آپس میں دست و گریباں کیوں؟، روزنامہ جنگ، 14 نومبر 2023

[4] ۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص102

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"پاکستان میں مسلکی اختلافات دینی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان اختلافات کو ختم کیے بغیر اسلامی نظام کے قیام کا خواب پورا نہیں ہو سکتا۔"[1]

- دینی سیاسی جماعتیں مختلف تنظیمی ڈھانچوں میں کام کر رہی ہیں اور ہر جماعت اپنی قیادت کو اعلیٰ سمجھتی ہے۔ یہ تقسیم اسلامی نظام کے لیے اجتماعی قیادت اور مشترکہ حکمت عملی کی تشکیل میں رکاوٹ بنتی ہے۔ حسن البنا لکھتے ہیں:

"اسلامی تحریکات کے لیے سب سے بڑا چیلنج ان کی تنظیمی تقسیم ہے۔ اتحاد اور اجتماعی قیادت کے بغیر اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں۔"[2]

- دینی سیاسی جماعتیں مختلف ادوار میں سیاسی اتحاد بنانے کی کوشش کرتی رہی ہیں لیکن یہ اتحاد زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے۔ اتحاد کی ناکامی کی وجہ جماعتوں کے اندرونی اختلافات اور قیادت کے درمیان اعتماد کی کمی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد کے الفاظ ہیں:

"پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کی ناکامی اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ اتحاد اگر مضبوط ہو جائے تو اسلامی نظام کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔"[3]

دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان باہمی اختلافات اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان اختلافات کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام دینی سیاسی جماعتیں مسلکی اور نظریاتی حدود سے بلند ہو کر مشترکہ ایجنڈے پر اتفاق کریں۔ ایک مضبوط اور متحد قیادت کے تحت اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اجتماعی کوششیں ہی کامیابی کی ضمانت بن سکتی ہیں۔

مفاد پرستی اور اقتدار کی سیاست

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اور بڑی سیاسی رکاوٹ مفاد پرستی اور اقتدار کی سیاست ہے۔ سیاسی جماعتیں عوامی فلاح و بہبود کے بجائے اقتدار کے حصول اور ذاتی مفادات کو ترجیح دیتی ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار سنجیدگی اور عملی اقدامات کا فقدان رہتا ہے۔ اس عنوان کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

- پاکستان کی بیشتر دینی سیاسی جماعتوں کا بنیادی مقصد اقتدار حاصل کرنا اور اسے برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ اسلامی اصولوں اور نظام کے نفاذ کے بجائے سیاسی جماعتیں ایسے نعروں اور وعدوں کا سہارا لیتی ہیں جو عوام کو وقتی طور پر متوجہ کر سکیں۔ غلام احمد پرویز یوں لکھتے ہیں:

"پاکستان کی سیاست میں اقتدار کی دوڑ نے اسلامی اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کے بجائے انہیں محض ایک سیاسی نعرہ بنا دیا ہے۔"[4]

- بعض سیاسی جماعتیں اسلامی نظام کے نفاذ کا نعرہ لگا کر عوامی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اقتدار حاصل کرنے کے بعد یہ جماعتیں اپنے وعدوں کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ یہ رویہ عوام میں مایوسی پیدا کرتا ہے اور نفاذِ اسلام کے عمل کو نقصان پہنچاتا

---

[1] ۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء، ص140
[2] ۔ حسن البنا، حسن محمود عبد الرحمٰن، رسالہ التعالیم، دار الشروق، مصر، 1999ء، ص50
[3] ۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2004ء، ص160
[4] ۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، طارق پبلی کیشنز، لاہور، 2009ء، ص220

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ہے۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:۔

"سیاسی جماعتیں اسلامی نظام کو محض ایک سیاسی نعرہ بنا کر استعمال کرتی ہیں جبکہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد ان کا عملی ایجنڈا اسلامی اصولوں سے دور ہوتا ہے۔"[1]

- پاکستان کی سیاست میں ذاتی اور گروہی مفادات کو قومی مفادات پر فوقیت دی جاتی ہے۔ سیاست دان اپنی ذات، خاندان یا جماعت کے مفادات کے لیے پالیسی بناتے ہیں جو اسلامی نظام کے قیام کے لیے ضروری اجتماعی کوششوں کو کمزور کرتی ہیں۔ احمد منصور بیان کرتے ہیں:۔

"پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کی ترجیحات میں ذاتی اور گروہی مفادات کو اوّلیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوئی ٹھوس اقدام ممکن نہیں ہو پاتا۔"[2]

- اقتدار کی سیاست میں مصروف رہنے کی وجہ سے سیاسی جماعتیں عوامی مسائل جیسے تعلیم، صحت اور معیشت پر توجہ دینے سے قاصر رہتی ہیں۔ ان مسائل کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی میں ممکن ہے لیکن اس کے لیے سیاسی عزم کی کمی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے الفاظ کچھ یوں ہیں:۔

"پاکستان کی سیاست میں اقتدار کی دوڑ نے عوامی فلاح و بہبود کو پس پشت ڈال دیا ہے اور یہی رویہ اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔"[3]

مفاد پرستی اور اقتدار کی سیاست نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ جب تک سیاسی جماعتیں اقتدار کے بجائے عوامی فلاح و بہبود اور اسلامی اصولوں کو اپنی اولین ترجیح نہیں بناتیں، نفاذِ اسلام کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سیاست کو ذاتی اور گروہی مفادات سے پاک کیا جائے اور قومی مفادات کو ترجیح دی جائے تاکہ اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔

پارلیمانی نظام کی پیچیدگیاں

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بڑی سیاسی رکاوٹ پارلیمانی نظام کی پیچیدگیاں ہیں۔ پارلیمانی نظام جو کہ عوامی نمائندوں کے ذریعے قانون سازی پر مبنی ہے، اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار اہم قوانین اور اصلاحات کو مؤثر انداز میں نافذ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ ناکامی نظام کی ساختی کمزوریوں اور عملی چیلنجز کی وجہ سے ہے۔ اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:۔

- پاکستان کے پارلیمانی نظام میں شامل مختلف جماعتیں نظریاتی طور پر تقسیم ہیں۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے درکار قانون سازی میں اکثر اوقات جماعتوں کے درمیان شدید اختلافات دیکھے جاتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:۔

"پاکستان کے پارلیمانی نظام میں قانون سازی کے عمل کو نظریاتی تقسیم نے ہمیشہ مشکل بنایا ہے۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے

---

[1]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص175

[2]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص120

[3]۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص160

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

لیے درکار اتفاق رائے کا فقدان ایک بڑی رکاوٹ ہے۔"[1]

- پارلیمانی نظام میں اکثر اوقات سیاسی جماعتیں ذاتی اور گروہی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دیتی ہیں۔ یہ رویہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری قوانین کی منظوری میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ احمد منصور اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں:
  "پارلیمانی نظام میں سیاسی جماعتیں اسلامی نظام کے لیے قانون سازی سے زیادہ اپنی جماعتی سیاست پر توجہ دیتی ہیں جو نفاذِ اسلام کے عمل کو متاثر کرتی ہے۔"[2]
- پاکستان کے پارلیمانی نظام میں عوامی نمائندوں کی اکثریت اسلامی قوانین کی گہرائی اور ان کے نفاذ کے تقاضوں سے ناواقف ہوتی ہے۔ یہ لاعلمی اور نااہلی قانون سازی کے عمل میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ غلام احمد پرویز لکھتے ہیں:
  "پارلیمانی نظام میں شامل افراد اکثر اسلامی نظام کے اصولوں اور ان کے عملی نفاذ کے تقاضوں کو سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں جو نفاذِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔"[3]
- پارلیمانی نظام میں قانون سازی کے عمل پر بیرونی دباؤ بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ بین الاقوامی تنظیموں اور مالیاتی اداروں کی شرائط اکثر اسلامی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری بیان کرتے ہیں:
  "پاکستان کے پارلیمانی نظام پر بین الاقوامی طاقتوں کا دباؤ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے درکار قانون سازی کو مشکل بناتا ہے۔"[4]
- پارلیمانی نظام میں قانونی اصلاحات کے عمل کی سست روی بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کی جانے والی تجاویز پر کارروائی میں تاخیر عام ہے جو نظام کو غیر مؤثر بناتی ہے۔ پروفیسر اسلم صدیقی لکھتے ہیں:
  "پارلیمانی نظام میں قانونی اصلاحات کا عمل نہایت سست ہے جو اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں کو مسلسل متاثر کرتا ہے۔"[5]

پاکستان کا پارلیمانی نظام اپنی موجودہ شکل میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار قانون سازی اور اصلاحات میں کئی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے پارلیمانی نظام میں اصلاحات قانون سازی کے عمل کو تیز کرنے اور عوامی نمائندوں کی اسلامی تعلیمات سے آگاہی ضروری ہے۔ جب تک ان پیچیدگیوں کو دور نہیں کیا جاتا اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں مؤثر نتائج نہیں دے سکتیں۔

جمہوری نظام میں سیکولر اثرات

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ جمہوری نظام میں سیکولر اثرات ہیں۔ پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر مبنی ہونے

---

[1] ۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص190
[2] ۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص130
[3] ۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص250
[4] ۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص170
[5] ۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، جامعہ پنجاب پبلی کیشنز، لاہور، 2007ء، ص220

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

کے باوجود جمہوری نظام میں موجود سیکولر اثرات اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے درکار ماحول کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ اثرات مغربی جمہوریت کے تصور اور اس کے ساتھ وابستہ اقدار کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے درج ذیل اہم نکات یہ ہیں:۔

- پاکستان کا جمہوری نظام مغربی جمہوریت کے ماڈل پر مبنی ہے جس میں سیکولرازم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس ماڈل کے تحت ریاست کو مذہب سے الگ سمجھا جاتا ہے جو اسلامی ریاست کے تصور سے متصادم ہے۔ پروفیسر خورشید احمد کے الفاظ ہیں:۔

  "پاکستان کے جمہوری نظام پر مغربی جمہوریت کے اثرات اسلامی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں۔ سیکولر نظریات اسلامی اصولوں سے متصادم ہیں اور عوام کو اسلامی نظام کے فوائد سے دور کر دیتے ہیں۔"[1]

- پاکستان میں موجود سیکولر نظریات رکھنے والی سیاسی جماعتیں اسلامی قوانین کے نفاذ کو عوامی آزادیوں کے خلاف تصور کرتی ہیں۔ یہ جماعتیں اسلامی نظام کو قدامت پسندی کے طور پر پیش کرتی ہیں جس سے عوام میں اس کے خلاف بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ احمد منصور اپنی بیان کرتے ہیں:۔

  "سیکولر جماعتوں نے ہمیشہ اسلامی نظام کے نفاذ کو جمہوریت کے اصولوں کے خلاف قرار دیا ہے جس کی وجہ سے عوامی حمایت تقسیم ہو جاتی ہے۔"[2]

- پاکستان کے تعلیمی اور حکومتی ڈھانچے میں سیکولر اثرات موجود ہیں۔ ان اثرات کی وجہ سے نئی نسل اسلامی نظام کے نظریات سے ناواقف رہتی ہے اور حکومتی پالیسی سازی اسلامی اقدار کی ترجمانی کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ غلام احمد پرویز لکھتے ہیں:۔

  "پاکستان کے تعلیمی نظام میں سیکولر نظریات کی موجودگی اسلامی اقدار کو فروغ دینے میں رکاوٹ ہے اور یہ رجحان نوجوان نسل کو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے تیار نہیں کرتا۔"[3]

- سیکولر اثرات کو مزید تقویت بین الاقوامی تنظیموں اور طاقتوں کے دباؤ سے ملتی ہے۔ یہ دباؤ جمہوری نظام میں ایسی پالیسیوں کو فروغ دیتا ہے جو اسلامی نظام سے متصادم ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری بیان کرتے ہیں:۔

  "بین الاقوامی طاقتوں کا دباؤ پاکستانی جمہوری نظام کو ایسے قوانین اور پالیسیوں کی طرف مائل کرتا ہے جو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔"[4]

- پاکستان کے جمہوری نظام میں قانون سازی کے دوران سیکولر نظریات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ ترجیحات اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے درکار اقدامات کو مؤخر کر دیتی ہیں۔ پروفیسر اسلم صدیقی میں لکھتے ہیں:۔

  "پاکستانی جمہوری نظام میں قانون سازی کے دوران سیکولر نظریات کی ترجیح نے اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں ایک مستقل

---

[1]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص200

[2]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص140

[3]۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص260

[4]۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص190

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

رکاوٹ پیدا کی ہے۔"[1]

پاکستان کے جمہوری نظام میں موجود سیکولر اثرات اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان اثرات کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جمہوری نظام میں اسلامی اقدار کو مضبوط کیا جائے، سیکولر جماعتوں کے منفی پروپیگنڈے کا مقابلہ کیا جائے اور عوام کو اسلامی نظام کے حقیقی فوائد سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے بغیر اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

نظامِ انتخاب اور دولت کی سیاست

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ نظامِ انتخاب اور دولت کی سیاست ہے۔ پاکستان کا موجودہ انتخابی نظام طاقت، دولت اور اثر ورسوخ پر مبنی ہے جس نے جمہوریت کے اصولوں کو متاثر کیا ہے اور دینی سیاسی جماعتوں کے لیے اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ مزید مشکل بنا دی ہے۔ اس عنوان کے تحت درج ذیل نکات زیر بحث آتے ہیں:

- پاکستان کے انتخابی نظام میں شفافیت کی کمی، بدعنوانی اور اقربا پروری جیسے مسائل موجود ہیں۔ انتخابات میں کامیابی کے لیے امیدواروں کو بڑی مقدار میں مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے جو اکثر دینی سیاسی جماعتوں کے پاس محدود ہوتے ہیں۔ پروفیسر خورشید لکھتے ہیں:۔

  "پاکستان کا موجودہ انتخابی نظام دولت مند طبقے کو فائدہ دیتا ہے جبکہ دینی سیاسی جماعتیں اپنی محدود مالی وسائل کی وجہ سے عوامی نمائندگی کے حق سے محروم رہتی ہیں۔"[2]

- انتخابات میں دولت کے بے دریغ استعمال نے انتخابی عمل کو غیر منصفانہ بنا دیا ہے۔ مالدار امیدوار، چاہے وہ اہلیت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، آسانی سے انتخابات جیت جاتے ہیں جبکہ دینی سیاسی جماعتوں کے نمائندے جو عوامی فلاح وبہبود اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے پُرعزم ہوتے ہیں، پیچھے رہ جاتے ہیں۔ احمد منصور بیان کرتے ہیں:۔

  "پاکستان کے انتخابات میں دولت کے استعمال نے دینی سیاسی جماعتوں کے لیے راستہ مزید مشکل بنا دیا ہے کیونکہ یہ جماعتیں وسائل کے لحاظ سے کمزور ہیں۔"[3]

- پاکستان کے انتخابی نظام میں طاقتور سیاسی خاندانوں اور گروہوں کی اجارہ داری ہے۔ یہ خاندان اور گروہ انتخابات میں دولت اور اثر ورسوخ کے ذریعے غلبہ حاصل کرتے ہیں اور ان کی ترجیحات اسلامی قوانین کے نفاذ کے بجائے اپنے ذاتی مفادات تک محدود ہوتی ہیں۔ غلام احمد پرویز لکھتے ہیں:۔

  "پاکستانی سیاست میں طاقتور خاندانوں اور گروہوں کی اجارہ داری نے دینی سیاسی جماعتوں کے لیے عوام کی نمائندگی کا دائرہ محدود کر دیا ہے۔"[4]

- پاکستان کے انتخابی نظام میں اصلاحات کی اشد ضرورت ہے لیکن یہ عمل دینی سیاسی جماعتوں کے مفادات کی وجہ سے تعطل کا شکار رہتا

[1]۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، ص240

[2]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص210

[3]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص150

[4]۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص270

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ہے۔ دینی سیاسی جماعتیں انتخابی اصلاحات کے لیے آواز بلند کرتی ہیں لیکن ان کی کوششیں سیاسی اثر و رسوخ کی کمی کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری بیان کرتے ہیں:۔

"انتخابی اصلاحات کے بغیر اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں موجود رکاوٹیں دور نہیں کی جا سکتیں۔ موجودہ انتخابی نظام دولت مند اور طاقتور طبقے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔"[1]

- عوام کی بڑی تعداد انتخابی عمل میں دولت اور اثر و رسوخ کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ وہ امیدواروں کے کردار اور اہلیت کے بجائے ان کی مالی حیثیت یا سیاسی طاقت کو ترجیح دیتے ہیں جس کا نقصان دینی سیاسی جماعتوں کو ہوتا ہے۔ پروفیسر اسلم صدیقی کچھ یوں لکھتے ہیں:۔

"عوامی شعور کی کمی نے انتخابات میں مالی وسائل کو اہلیت اور کردار پر فوقیت دی ہے جو دینی سیاسی جماعتوں کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہے۔"[2]

پاکستان کے موجودہ نظامِ انتخاب اور دولت کی سیاست نے اسلامی نظام کے نفاذ کو مشکل بنا دیا ہے۔ اس نظام میں اصلاحات کے بغیر دینی سیاسی جماعتوں کے لیے مؤثر نمائندگی اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ضروری ہے کہ انتخابی عمل کو شفاف بنایا جائے، دولت کے بے جا استعمال کو روکا جائے اور عوام میں شعور بیدار کیا جائے تاکہ ایک منصفانہ اور اسلامی بنیادوں پر مبنی جمہوری نظام قائم ہو سکے۔

سماجی مسائل اور رکاوٹیں

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کو نفاذ اسلام میں درج ذیل سماجی مسائل اور رکاوٹوں کا سامنا ہے:۔

تعلیم کی کمی

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بنیادی اور اہم سماجی رکاوٹ تعلیم کی کمی ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے عوام کا دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ ہونا ضروری ہے لیکن پاکستان کا تعلیمی نظام اس ضرورت کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس کے تحت درج ذیل نکات اہم شمار کئے جاتے ہیں:۔

- پاکستان کے موجودہ تعلیمی نظام میں اسلامی تعلیمات کو مناسب انداز میں شامل نہیں کیا گیا۔ نصاب میں اسلامی نظام زندگی کے بارے میں جامع معلومات کا فقدان ہے اور جو معلومات موجود ہیں وہ اکثر سطحی یا متعصبانہ انداز میں پیش کی جاتی ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:۔

"تعلیمی نظام میں اسلامی تعلیمات کی کمی نے عوام کو اسلامی نظام کے نفاذ کی عملی افادیت سے دور کر دیا ہے۔ نصاب میں اصلاحات کے بغیر اسلامی اصولوں کو فروغ دینا مشکل ہے۔"[3]

---

[1] ۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص200

[2] ۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، ص250

[3] ۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص185

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

- پاکستان میں مدارس اور عصری تعلیمی ادارے الگ الگ نظریاتی بنیادوں پر کام کرتے ہیں۔ مدارس کا نظام اسلامی تعلیمات پر مبنی ہے لیکن وہ عصری ضروریات کو نظر انداز کرتے ہیں جبکہ عصری تعلیمی ادارے اسلامی تعلیمات کو اپنے نصاب میں شامل نہیں کرتے۔ یہ فرق اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔ احمد منصور بیان کرتے ہیں:

  "مدارس اور عصری تعلیمی نظام کے درمیان موجود خلیج نے اسلامی تعلیمات اور عصری تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوششوں کو ناکام بنایا ہے۔"[1]

- پاکستان میں تعلیم کا شعبہ کئی دہائیوں سے گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ حالیہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ ملک کو تعلیمی میدان میں اب بھی سنجیدہ چیلنجز درپیش ہیں جن پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ 2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی مجموعی شرحِ خواندگی 60.65 فیصد ہے جس میں مردوں کی شرحِ خواندگی 68 فیصد اور خواتین کی شرحِ خواندگی 52.84 فیصد ہے اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی 2024ء کی رپورٹ کے مطابق ملک میں تقریباً **2 کروڑ 62 لاکھ** بچے اسکول سے باہر ہیں جو تعلیم کے شعبے میں ایک ہنگامی صورتحال کو ظاہر کرتا ہے۔[2]

تعلیم کی کمی پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بنیادی رکاوٹ ہے۔ ایک جامع تعلیمی پالیسی، اسلامی اصولوں کی تشریح اور عوامی شعور کی بیداری کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ جب عوام اسلامی تعلیمات اور ان کی افادیت کو سمجھیں گے تو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے حمایت میں اضافہ ہو گا۔

مغربی ثقافت کا اثر

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم سماجی رکاوٹ مغربی ثقافت کا اثر ہے۔ جدید دور میں میڈیا، انٹرنیٹ اور تعلیمی نظام کے ذریعے مغربی طرزِ زندگی، نظریات اور اقدار کو فروغ دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اسلامی اقدار کمزور ہو رہی ہیں اور معاشرہ مغربی طرزِ زندگی کو اختیار کرنے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس عنوان کے تحت درج ذیل نکات زیر بحث آتے ہیں:

- جنرل مشرف نے "روشن خیال اعتدال پسندی" کو فروغ دیا۔ اس دور میں نجی میڈیا چینلز کی آمد ہوئی جنہوں نے مغربی اقدار، فیشن اور لائف اسٹائل کو عام کیا۔ تعلیمی میدان میں بھی مغربی نصاب کی حوصلہ افزائی ہوئی جس سے اسلامی اقدار پس منظر میں چلی گئیں۔ اس دور میں شرعی قوانین کے حوالے سے بھی کوئی قابلِ ذکر پیش رفت نہیں ہوئی۔[3]
- پاکستان پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے پر زور دیا گیا۔ میڈیا اور ثقافتی سطح پر مغربی تہواروں، مخلوط تعلیم اور مغربی طرز زندگی کی ترویج ہوئی۔ اسلامی قوانین کی قانون سازی میں کوئی خاص پیشرفت نہ ہوئی بلکہ بعض

---

[1]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص120

[2]۔ Gallup Pakistan, *Literacy Rate – 7th Pakistan Population and Housing Census, Gallup Pakistan*, retrieved on July 16, 2025 at 10:20 AM, https://gallup.com.pk/

[3]۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان میں نفاذِ شریعت کیوں اور کیسے، محدث پبلیکیشنز، لاہور، 2008ء، ص22

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اوقات اس کی مخالفت بھی کی گئی۔[1]

- پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دورِ حکومت میں معاشی استحکام اور مغربی ممالک کے ساتھ تجارت کی خاطر مغربی ثقافت کی ترویج کو نظر انداز کیا گیا۔ میڈیا، تعلیمی نظام اور سماجی سطح پر مغربی رجحانات مزید مقبول ہوئے اور اسلامی قوانین کے نفاذ کی کوئی نمایاں کوشش نظر نہیں آئی۔[2]
- پاکستان تحریکِ انصاف کا دورِ حکومت میں اگرچہ "ریاستِ مدینہ" کا نظریہ پیش کیا گیا مگر عملی سطح پر میڈیا اور سماجی رویوں میں مغربی ثقافت کے اثرات برقرار رہے۔ سوشل میڈیا، مغربی طرز کے تعلیمی ادارے اور میڈیا کی ترویج سے نوجوان نسل میں اسلامی اقدار کے بارے میں کشمکش بڑھی۔[3]
- موجودہ دورِ حکومت کی ترجیحات میں معاشی استحکام اور بین الاقوامی تعلقات شامل ہیں۔ میڈیا، تعلیمی اداروں اور سماجی سطح پر مغربی طرز زندگی اور کلچر کے اثرات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کے باعث اسلامی قوانین کے نفاذ میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں۔[4]

پاکستان میں گزشتہ دو دہائیوں سے زائد عرصے میں مغربی ثقافتی اثرات نے اسلامی اقدار کے فروغ اور شرعی قوانین کے نفاذ کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ ہر دور میں حکومتوں کی ترجیحات میں مغربی ممالک سے تعلقات اور معاشی ترقی کو ترجیح دینے کی وجہ سے اسلامی اقدار کے نفاذ میں مؤثر پیش رفت نہیں ہو سکی۔

فرقہ واریت

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم سماجی رکاوٹ فرقہ واریت ہے۔ مختلف مذہبی مسالک کے درمیان نظریاتی اختلافات اور شدید تعصب اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری اتحاد اور یکجہتی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ فرقہ واریت نے نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی کو متاثر کیا ہے بلکہ دینی سیاسی جماعتوں اور اسلامی نظام کے حامیوں کے درمیان باہمی اعتماد کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ اس عنوان کے تحت درج ذیل نکات اہم ہیں:-

- پاکستان میں موجود مختلف مسالک (مثلاً دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اور شیعہ) اسلامی قوانین اور اصولوں کی اپنی اپنی تشریحات رکھتے ہیں۔ یہ اختلافات اتنے گہرے ہیں کہ اسلامی نظام کے کسی ایک ماڈل پر اتفاقِ رائے ممکن نہیں ہو پاتا۔ احمد منصور بیان کرتے ہیں:

> "پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان مسلکی اختلافات اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں کیونکہ ہر جماعت اپنی تعبیر کو زیادہ درست سمجھتی ہے۔"[5]

- مسلکی اختلافات بعض اوقات فرقہ وارانہ نفرت اور تشدد میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ تنازعات نہ صرف سماجی امن کو خراب کرتے

---

[1]۔ ادارہ الشریعہ، نفاذِ شریعت کے رہنما اصولوں کے حوالے سے علماء کے متفقہ نکات، الشریعہ اکادمی، گوجرانوالہ، 2012ء، ص17

[2]۔ منہاج القرآن ویمن لیگ، پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری یلغار، منہاج پبلیکیشنز، لاہور، 2017ء، ص9

[3]۔ محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، بیت الحکمت، لاہور، 2022ء، ص44

[4]۔ ادارہ ترجمان القرآن، معاصر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مسائل، ترجمان القرآن، لاہور، جنوری 2024ء، ص11

[5]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص150

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ہیں بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری اجتماعی کوششوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد کے الفاظ ہیں:۔

"فرقہ واریت نے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار ہم آہنگی اور تعاون کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔"[1]

- پاکستان کی بیشتر دینی سیاسی جماعتیں مسلکی بنیادوں پر کام کرتی ہیں۔ یہ جماعتیں اپنے مسلک کی ترجیحات کو قومی اسلامی ایجنڈے پر فوقیت دیتی ہیں جس کی وجہ سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ایک متفقہ حکمت عملی تیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر اسلم صدیقی لکھتے ہیں:۔

"پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کے سیاسی کردار پر مسلکی اختلافات کا غلبہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار اتحاد کو کمزور کر رہا ہے۔"[2]

- فرقہ واریت نے سماج میں مذہبی ہم آہنگی کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ عوام میں فرقہ وارانہ تعصب اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ وہ دوسروں کے نظریات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حسن البنا کہتے ہیں:۔

"اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سب سے اہم شرط مذہبی ہم آہنگی ہے جو فرقہ واریت کے بڑھتے ہوئے اثرات کے باعث ختم ہوتی جا رہی ہے۔"[3]

- مدارس اور تبلیغی ادارے جو کہ اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں یہ مسلکی بنیادوں پر تقسیم ہیں۔ یہ تقسیم نوجوان نسل کو اسلامی تعلیمات کی جامعیت سے دور کر دیتی ہے اور انہیں مسلکی تعصبات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ غلام احمد پرویز لکھتے ہیں:۔

"مدارس اور تبلیغی نظام میں فرقہ وارانہ تقسیم نے اسلامی تعلیمات کے حقیقی مفہوم کو عوام تک پہنچانے میں رکاوٹ پیدا کی ہے۔"[4]

فرقہ واریت پاکستان میں نفاذِ اسلام کے راستے میں ایک اہم سماجی رکاوٹ ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ دینی سیاسی جماعتیں اور مسالک اپنے اختلافات کو پس پشت ڈال کر ایک متفقہ اسلامی ایجنڈے پر متحد ہوں۔ جب سماج میں مذہبی ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا ہو گی تو اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ ہموار ہو سکے گی۔

سماجی رویوں میں اسلامی تعلیمات کا فقدان

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم سماجی رکاوٹ سماجی رویوں میں اسلامی تعلیمات کی کمی ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ معاشرتی رویے اسلامی اصولوں کی عکاسی کریں لیکن پاکستانی معاشرے میں عمومی طور پر سود، جھوٹ، دھوکہ دہی اور دیگر غیر اسلامی رویے عام ہیں۔ ان رویوں کی موجودگی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس عنوان کے تحت درج ذیل نکات زیر بحث آتے

---

[1]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص215
[2]۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، ص260
[3]۔ حسن البنا، رسالہ التعالیم، ص70
[4]۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص300

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ہیں:۔

- پاکستانی معاشرے میں جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دیانت اور صداقت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے لیکن یہ اقدار عملی طور پر نظر انداز کی جاتی ہیں۔ حسن البنا بیان کرتے ہیں:۔
  ”اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد دیانت اور صداقت پر ہے اور ان کے بغیر اسلامی نظام کا قیام ممکن نہیں۔“[1]
- پاکستان کی معیشت میں سود کا نظام اور دیگر غیر اسلامی مالی سرگرمیاں رائج ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں سود کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن یہ نظام نہ صرف برقرار ہے بلکہ عوام بھی اس کے خلاف کوئی واضح ردعمل نہیں دیتے۔ غلام احمد پرویز لکھتے ہیں:۔
  ”سود اور غیر اسلامی معیشت نے اسلامی نظام کے قیام کے لیے درکار معیشتی اصولوں کو متاثر کیا ہے۔“[2]
- معاشرے میں اخلاقی اقدار کی کمی نے اسلامی نظام کے لیے درکار سماجی ڈھانچے کو کمزور کر دیا ہے۔ رشوت، اقرباپروری اور بدعنوانی جیسے مسائل معاشرتی زندگی کو اسلامی اصولوں سے دور لے جا رہے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد بیان کرتے ہیں:۔
  ”اخلاقی اقدار کی کمی نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے درکار عوامی شعور کو متاثر کیا ہے۔“[3]
- پاکستانی معاشرے میں افراد اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے میں ناکام ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں اجتماعی فلاح وبہبود پر زور دیا گیا ہے لیکن لوگ اپنی ذاتی زندگی میں الجھے رہتے ہیں اور معاشرتی اصلاحات میں حصہ نہیں لیتے۔ احمد منصور کے الفاظ ہیں:۔
  ”اسلامی نظام کے قیام کے لیے اجتماعی ذمہ داری کا شعور ضروری ہے لیکن پاکستانی معاشرہ اس شعور سے محروم ہے۔“[4]
- اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ عوامی رویے اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھل جائیں۔ تاہم، عوام عمومی طور پر ان اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں بناتے جو اسلامی نظام کے نفاذ کو مشکل بناتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:۔
  ”عوامی رویوں میں اسلامی اصولوں کی شمولیت کے بغیر اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔“[5]

پاکستانی معاشرتی رویے اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے لیے ایک اہم رکاوٹ ہیں۔ ان رویوں میں تبدیلی کے بغیر اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اخلاقی تربیت، اجتماعی ذمہ داری کا شعور اور اسلامی اصولوں کے مطابق معیشت اور سماجی زندگی کی اصلاح کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ جب معاشرتی رویے اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھل جائیں گے تو اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

اقتصادی مسائل اور رکاوٹیں

[1]۔ حسن البنا، رسالہ التعالیم، ص90
[2]۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص330
[3]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص240
[4]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص180
[5]۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص250

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کو نفاذ اسلام میں درج ذیل اقتصادی مسائل اور رکاوٹوں کا سامنا ہے:۔

سودی نظام کا غلبہ

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی اقتصادی رکاوٹ سودی نظام کا غلبہ ہے۔ سودی معیشت اسلامی اصولوں کے سراسر منافی ہے اور قرآن وسنت میں اسے واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن پاکستان کا موجودہ مالیاتی ڈھانچہ سود پر مبنی ہے جو اسلامی معیشت کے قیام کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کے درج ذیل پہلو اہم شمار کئے جاتے ہیں:۔

- پاکستانی معیشت میں سود کا نظام مکمل طور پر غالب ہے۔ سرکاری اور نجی مالیاتی ادارے، بینک اور سرمایہ کاری کے ڈھانچے سب سود پر مبنی ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی قرضے سود کے بغیر ممکن نہیں ہیں جس کی وجہ سے حکومت کو سودی نظام کا حصہ بنے رہنا پڑتا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد بیان کرتے ہیں:۔

  "پاکستان میں سودی معیشت کا غلبہ اسلامی اقتصادی اصولوں کے نفاذ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جب تک سود کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اسلامی نظام کا قیام ممکن نہیں۔"[1]

- پاکستان کے بینکنگ سیکٹر میں سودی نظام کا غلبہ ہے۔ قرضوں پر سود عائد کیا جاتا ہے جس سے کاروبار اور عوام دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ سودی بینکنگ کا یہ ڈھانچہ اسلامی بینکاری کے فروغ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ احمد منصور لکھتے ہیں:۔

  "بینکنگ سیکٹر میں سودی ڈھانچے نے اسلامی مالیاتی نظام کے نفاذ کو مشکل بنادیا ہے کیونکہ یہ عوام کو اسلامی اصولوں سے دور کرتا ہے۔"[2]

- پاکستان کی معیشت بین الاقوامی مالیاتی اداروں (آئی ایم ایف، ورلڈ بینک) پر انحصار کرتی ہے جو سودی قرضے فراہم کرتے ہیں۔ ان اداروں کی شرائط اسلامی اقتصادی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ پروفیسر اسلم صدیقی بیان کرتے ہیں:۔

  "بین الاقوامی سودی نظام کا دباؤ پاکستان میں اسلامی معیشت کے قیام کے لیے آزادانہ پالیسی سازی کو متاثر کرتا ہے۔"[3]

- سود نہ صرف ایک اقتصادی مسئلہ ہے بلکہ اس کے معاشرتی اثرات بھی شدید ہیں۔ یہ معاشرے میں غربت اور طبقاتی تقسیم کو بڑھاتا ہے۔ سودی نظام کی وجہ سے وسائل چند افراد یا اداروں کے ہاتھ میں مرتکز ہو جاتے ہیں جبکہ عام عوام اس کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں۔ غلام احمد پرویز کے الفاظ ہیں:

  "سودی نظام نے معاشرتی تقسیم اور غربت میں اضافہ کیا ہے جو اسلامی اقتصادی اصولوں کے نفاذ کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔"[4]

- پاکستان میں اسلامی بینکاری کا نظام موجود ہے لیکن یہ مکمل طور پر سود سے پاک نہیں ہے۔ اسلامی مالیاتی اداروں کو حکومت اور عوام کی

---

[1]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص310

[2]۔ احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص220

[3]۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، ص320

[4]۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص380

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

طرف سے بھرپور حمایت حاصل نہیں ہے جس کی وجہ سے سودی نظام کو ختم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری بیان کرتے ہیں:۔

"اسلامی بینکاری کے نظام کو فروغ دینے کے لیے حکومت اور عوام کی سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ موجودہ نظام مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔"[1]

سودی نظام پاکستان میں اسلامی معیشت اور نفاذِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس نظام کے خاتمے کے بغیر اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں۔ مرحلہ وار اصلاحات، اسلامی بینکاری کے فروغ اور عوامی شعور کی بیداری کے ذریعے سودی نظام کو ختم کر کے اسلامی اصولوں پر مبنی معیشت قائم کی جا سکتی ہے جو نہ صرف معاشی استحکام لائے گی بلکہ معاشرتی مساوات کو بھی یقینی بنائے گی۔

معاشی عدم استحکام

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک اہم اقتصادی رکاوٹ معاشی عدم استحکام ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ایک مضبوط اور مستحکم معیشت ضروری ہے لیکن پاکستان کی معیشت مسلسل بحرانوں کا شکار رہی ہے۔ بجٹ خسارہ، قرضوں کا بوجھ اور معیشت کے بنیادی ڈھانچے کی کمزوریاں اسلامی اقتصادی اصولوں کے نفاذ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ معاشی عدم استحکام کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

- پاکستان ہر سال بڑے پیمانے پر بجٹ خسارے کا شکار ہوتا ہے۔ حکومتی آمدنی اور اخراجات کے درمیان فرق اتنا زیادہ ہے کہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے قرضوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس مالیاتی بحران نے اسلامی معیشت کے اصولوں پر مبنی زکوٰۃ، صدقات اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے نفاذ کو مشکل بنا دیا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد کہتے ہیں:۔

  "بجٹ خسارے نے حکومت کو اسلامی اصولوں کے مطابق مالیاتی پالیسیز متعارف کرانے سے روک رکھا ہے کیونکہ اس کے لیے وسائل کی منصفانہ تقسیم ضروری ہے۔"[2]

- پاکستان کا اندرونی اور بیرونی قرضوں پر انحصار اسلامی معیشت کے قیام میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ قرضوں کی ادائیگی سود پر مبنی ہوتی ہے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ، قرضوں کا بوجھ ملک کے دیگر معاشی منصوبوں کو متاثر کرتا ہے۔ احمد منصور لکھتے ہیں:۔

  "قرضوں کا بڑھتا ہوا بوجھ اسلامی اقتصادی نظام کے نفاذ کے لیے درکار خود مختاری اور آزادی کو محدود کر دیتا ہے۔"[3]

- پاکستان کی کرنسی کی قدر میں مسلسل کمی اور مہنگائی نے معیشت کو کمزور کر دیا ہے۔ اسلامی اصولوں پر مبنی معیشت میں استحکام اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ضروری ہے لیکن موجودہ حالات میں عوام زکوٰۃ اور دیگر اسلامی مالیاتی اصولوں پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ غلام احمد پرویز بیان کرتے ہیں:۔

  "کرنسی کی گراوٹ اور مہنگائی نے عوام کو اسلامی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کے لیے ضروری وسائل سے محروم کر

[1] ۔طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص340
[2] ۔خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ص320
[3] ۔احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں، ص230

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

دیا ہے۔"[1]

- پاکستان کا معاشی ڈھانچہ غیر متوازن ہے۔ زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبے ایک دوسرے سے مربوط نہیں ہیں جس کی وجہ سے معیشت مستحکم نہیں ہو پاتی۔ اسلامی معیشت کے لیے ایک مربوط اور منظم معاشی ڈھانچہ ضروری ہے جو موجودہ نظام میں مفقود ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

"معاشی ڈھانچے کی کمزوریاں اسلامی معیشت کے نفاذ کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں کیونکہ یہ معیشت کے بنیادی اصولوں کو متاثر کرتی ہیں۔"[2]

- پاکستان میں سرمایہ کاری اور اقتصادی ترقی کی رفتار سست ہے۔ غیر یقینی صورتحال اور عدم استحکام نے نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو متاثر کیا ہے جو اسلامی معیشت کے قیام کے لیے ضروری سرمایہ فراہم نہیں کرتی۔ پروفیسر اسلم صدیقی بیان کرتے ہیں:

"سرمایہ کاری میں کمی اور اقتصادی ترقی کی رفتار کی سستی نے اسلامی اصولوں پر مبنی معیشت کے لیے درکار بنیادوں کو کمزور کر دیا ہے۔"[3]

پاکستان میں معاشی عدم استحکام اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ بجٹ خسارے کو کم کرنے، قرضوں کے بوجھ کو کم کرنے اور معاشی ڈھانچے کو مستحکم کرنے کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ جب معیشت مستحکم ہو گی تو اسلامی اصولوں پر مبنی نظام کے نفاذ کی راہ ہموار ہو گی جو نہ صرف عوامی مسائل کو حل کرے گا بلکہ قومی خود مختاری اور خوشحالی کو بھی یقینی بنائے گا۔

سفارشات

- دینی سیاسی جماعتوں کے مابین ایک متحدہ پلیٹ فارم کا قیام ضروری ہے جو نظریاتی ہم آہنگی، باہمی رواداری اور مشترکہ لائحہ عمل کی بنیاد پر نفاذِ اسلام کی کوششوں کو مؤثر بنا سکے۔
- تعلیمی نظام میں اسلامی اصولوں کو مرکزی حیثیت دی جائے اور مدارس و عصری اداروں کے درمیان فکری ہم آہنگی کے لیے مشترکہ نصاب اور تربیتی پروگرامز متعارف کرائے جائیں۔
- سودی نظام کے خاتمے کے لیے مرحلہ وار اصلاحات، اسلامی بینکاری کا فروغ اور قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جا سکے۔
- فرقہ واریت کے خاتمے اور مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے ریاستی سطح پر بین المسالک مکالمے کی حوصلہ افزائی کی جائے اور نفرت انگیز خطابات و لٹریچر پر مؤثر پابندی لگائی جائے۔
- جمہوری و انتخابی نظام میں اصلاحات کی جائیں تاکہ انتخابی عمل میں شفافیت، اخلاص اور نظریاتی بنیادوں پر سیاست کو فروغ دیا جا سکے، اور دولت و اثر و رسوخ کے بجائے اہلیت و دیانت کو معیار بنایا جائے۔

[1] ۔ غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، ص390
[2] ۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، ص360
[3] ۔ اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، ص340

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

خلاصہ

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی راہ میں سیاسی، سماجی اور اقتصادی رکاوٹیں نمایاں ہیں۔ سیاسی میدان میں دینی سیاسی جماعتوں کے باہمی اختلافات، سیاسی مفادات کی سیاست، متضاد نظریاتی ایجنڈے اور پارلیمانی وجمہوری نظام کی پیچیدگیاں اسلامی نظام کے نفاذ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ سماجی مسائل میں تعلیم کی کمی، مغربی ثقافت کا بڑھتا ہوا اثر، فرقہ واریت اور عوامی شعور کا فقدان نمایاں ہیں جو اسلامی نظام کے اصولوں کو سمجھنے اور اپنانے میں دشواری پیدا کرتے ہیں۔ اقتصادی مسائل میں سودی نظام کا غلبہ، معاشی عدم استحکام، غربت اور بے روزگاری، اسلامی مالیاتی اداروں کی کمی اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم شامل ہیں جو اسلامی معیشت کے قیام میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل دینی قیادت کی دیانت داری، عوامی شعور کی بیداری، نظامِ تعلیم اور معیشت کی اصلاحات اور دینی سیاسی جماعتوں کے درمیان اتحاد میں مضمر ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ معاشرتی اور اقتصادی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے، عوام میں اسلامی نظام کے فوائد کے بارے میں آگاہی پیدا کی جائے اور موجودہ رکاوٹوں کو جامع حکمتِ عملی کے ذریعے ختم کیا جائے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

مصادرومراجع

- احمد منصور، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں: تاریخ، نظریہ اور کردار، ادارہ مطالعات اسلامیہ، لاہور
- ادارہ الشریعہ، نفاذِ شریعت کے رہنما اصولوں کے حوالے سے علماء کے متفقہ نکات، الشریعہ اکادمی، گوجرانوالہ، 2012ء
- ادارہ ترجمان القرآن، معاصر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مسائل، ترجمان القرآن، لاہور، جنوری 2024ء
- اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان کی سیاسی تاریخ اور اسلامی نظام، جامعہ پنجاب پبلی کیشنز، لاہور، 2007ء
- اسلم صدیقی، پروفیسر، پاکستان میں نفاذِ شریعت کیوں اور کیسے، محدث پبلیکیشنز، لاہور، 2008ء
- انصار عباسی، دینی جماعتیں آپس میں دست و گریباں کیوں؟،، روزنامہ جنگ، 14 نومبر 2023
- حسن البنا، حسن محمود عبدالرحمٰن، رسالہ التعالیم، دارالشروق، مصر، 1999ء
- خورشید احمد، پروفیسر، اسلام اور ریاست، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2004ء
- رفیق احمد، پاکستان میں دینی جماعتوں کا سیاسی کردار، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2020ء
- زاہد الراشدی، مولانا، اسلام اور جدت پسندی، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، 2019ء
- سلمان عابد، پاکستان میں جمہوریت کے تضادات، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور، 2018ء
- سلمان عابد، پاکستان میں مذہب اور سیاست، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور، 2021ء
- طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلامی جمہوریت اور سیاسی نظام، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء
- غلام احمد پرویز، قرآن اور ریاست، طارق پبلی کیشنز، لاہور، 2009ء
- محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، بیت الحکمت، لاہور، 2022ء
- محمد صدیق قریشی، ڈاکٹر، پاکستان میں دینی جماعتوں کا سیاسی کردار، مکتبہ الفرقان، لاہور، 2019ء
- معروف شاہ شیرازی، اسلام اور جمہوریت ججوں اور جرنیلوں کے زیر سایہ، منشورات اسلامی، مانسہرہ، 2017ء
- منہاج القرآن ویمن لیگ، پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری یلغار، منہاج پبلیکیشنز، لاہور، 2017ء
- Muhammad Rizwan Haleeemi, *Pakistan Social Sciences Review*, Volume 8, Issue 3 (July–September 2024), pages 665–677
- Zara Imtiaz, سیاسی عدم استحکام اور پاکستان کی ترقی, Retrieved on July 15, 2025 at 6:10 PM
  https://urdu.nayadaur.tv/
- Gallup Pakistan, *Literacy Rate – 7th Pakistan Population and Housing Census*, *Gallup Pakistan*, retrieved on July 16, 2025 at 10:20 AM, https://gallup.com.pk/